قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ابو سعید

Online Edition

بدھ 29 جولائی 2020ء | 08 ذوالحجہ 1441ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:180

ارشادِ باری تعالیٰ

فِیۡہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰہِیۡمَ ۬ۚ وَ مَنۡ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ؕ وَ لِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الۡبَیۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَیۡہِ سَبِیۡلًا ؕ وَ مَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الۡعٰلَمِیۡنَ

(آل عمران:98)

اس میں کھلے کھلے نشانات ہیں (یعنی) ابراہیم کا مقام۔ اور جو بھی اس میں داخل ہوا وہ امن پانے والا ہو گیا۔ اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ وہ (اس کے) گھر کا حج کریں (یعنی) جو بھی اس (گھر) تک جانے کی استطاعت رکھتا ہو اور جو انکار کر دے تو یقیناً اللہ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی دن نہیں، جو اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ عظمت والے ہوں اور جن میں نیک عمل اس کو سب سے زیادہ پسند ہو، بہ نسبت ان دس دنوں کے، پس ان میں بہت زیادہ تہلیل، تکبیر اور تحمید بیان کیا کرو۔

(مسند احمد، حدیث نمبر:5446)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے پاس ذبح کرنے کے لئے کوئی ذبیحہ ہو تو جب ذوالحجہ کا چاند نظر آ جائے، وہ ہرگز اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے، یہاں تک کہ قربانی کرلے (پھر بال اور ناخن کاٹے۔)

(صحیح مسلم، حدیث نمبر:5121)

میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا اور عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دنوں میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے اور صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک کوئی نماز جائز نہیں۔

(صحیح بخاری، حدیث نمبر 1995)

فرمان خلیفہ وقت

مالی قربانی اصلاح نفس اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے بہت ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کا کئی جگہ ذکر فرمایا ہے، مختلف پیرایوں میں اس کی اہمیت بیان فرمائی ہے۔ پس جماعت احمدیہ میں جو مختلف مالی قربانی کی تحریکات ہوتی ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے اور دلوں کو پاک کرنے کی کڑیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے راستے میں خرچ کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ

وَمَا لَکُمۡ اَلَّا تُنۡفِقُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ (الحدید:11)

اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ پس اپنی زندگیوں کو سنوارنے کے لئے مالی قربانیوں میں حصہ لینا انتہائی ضروری ہے بلکہ یہ بھی تنبیہ ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے والے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں۔ جیسے کہ فرماتا ہے۔ وَاَنۡفِقُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَلَا تُلۡقُوۡا بِاَیۡدِیۡکُمۡ اِلَی التَّہۡلُکَۃِ (البقرۃ۔196)۔ اور اللہ کے راستے میں مال خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ پس جیسا کہ میں نے کہا یہ مالی تحریکات جو جماعت میں ہوتی ہیں، یا لازمی چندوں کی طرف جو توجہ دلائی جاتی ہے یہ سب خدا تعالیٰ کے حکموں کے مطابق ہیں۔ پس ہر احمدی کو اگر وہ اپنے آپ کو حقیقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کی طرف منسوب کرتا ہے اور کرنا چاہتا ہے، اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے مالی قربانیوں کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مخلصین کی ایک بہت بڑی جماعت اس قربانی میں حصہ لیتی ہے لیکن ابھی بھی ہر جگہ بہت زیادہ گنجائش موجود ہے۔ یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہی حکم فرمایا ہے کہ اگر آخرت کے عذاب سے بچنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی جنتوں کے وارث بننا ہے تو مال و جان کی قربانی کرو۔ اس زمانے میں جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آ کر تلوار کا جہاد ختم کر دیا تو یہ مالی قربانیوں کا جہاد ہی ہے جس کو کرنے سے تم اپنے نفس کا بھی اور اپنی جانوں کا بھی جہاد کر رہے ہوتے ہو۔ یہ زمانہ جو مادیت سے پُر زمانہ ہے ہر قدم پر روپے پیسے کا لالچ کھڑا ہے۔ ہر کوئی اس فکر میں ہے کس طرح روپیہ پیسہ کمائے چاہے غلط طریقے بھی استعمال کرنے پڑیں کئے جائیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۶ جنوری ۲۰۰۶ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

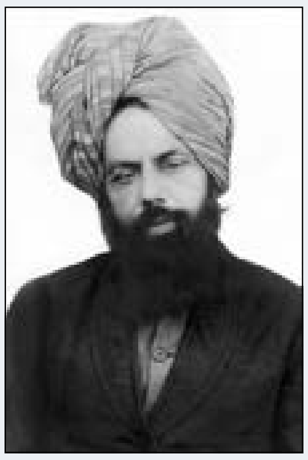

حج کا فرض

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے احکام دیئے ہیں۔ بعض ان میں سے ایسے ہیں کہ ان کی بجا آوری ہر ایک کو میسر نہیں۔ مثلاً حج۔ یہ اس آدمی پر فرض ہے جسے استطاعت ہو۔ پھر راستہ میں امن ہو۔ پیچھے جو متعلقین ہیں ان کے گذارہ کا بھی معقول انتظام ہو اور اسی قسم کی ضروری شرائط پوری ہوں تو حج کرسکتا ہے۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۵۹)

محبت اور خوف کی عبادت

پس اسلام نے ان دونوں حقوق کو پورا کرنے کے لئے ایک صورت نماز کی رکھی جس میں خدا کے خوف کا پہلو رکھا اور محبت کی حالت کے اظہار کے لئے حج رکھا ہے۔ خوف کے جس قدر ارکان ہیں وہ نماز کے ارکان سے بخوبی واضح ہیں کہ کس قدر تذلل اور اقرارِ عبودیت اس میں موجود ہے۔ اور حج میں محبت کے سارے ارکان پائے جاتے ہیں۔ بعض وقت شدت محبت میں کپڑے کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ عشق بھی ایک جنون ہوتا ہے۔ کپڑوں کو سنوار کر رکھنا یہ عشق میں نہیں رہتا۔ سیالکوٹ میں ایک عورت ایک درزی پر عاشق تھی۔ اسے بہتیرا پکڑ کر رکھتے تھے۔ وہ کپڑے پھاڑ کر چلی آتی تھی۔ غرض یہ نمونہ جو انتہائے محبت کے لباس میں ہوتا ہے۔ وہ حج میں موجود ہے۔ سر منڈایا جاتا ہے۔ دوڑتے ہیں۔ محبت کا بوسہ رہ گیا وہ بھی ہے۔ جو خدا کی ساری شریعتوں میں تصویری زبان میں چلا آیا ہے۔ پھر قربانی میں بھی کمال عشق دکھایا ہے۔ اسلام نے پورے طور پر ان حقوق کی تکمیل کی تعلیم دی ہے۔ نادان ہے وہ شخص جو اپنی نابینائی سے اعتراض کرتا ہے۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۲۲۵)

(الحکم جلد ۶ نمبر ۲۶ صفحہ ۳، پرچہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۲ء)

اس شمارہ میں

دربارِ خلافت

سب کو ہم نے گلے لگانا ہے (منظوم)

حوادثِ طبعی یا عذاب الٰہی

تحریک وقفِ نو اور خلافت احمدیت کی بابرکت رہنمائی

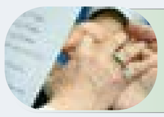

دربارِ خلافت

(جرمنی میں واقفاتِ نو اور واقفین نو کی کلاسیں 29/اگست 2007ء منعقد ہوئیں۔اس میں سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیان فرمودہ بعض نصائح پیش ہیں۔)

ایک بچی سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ تم کیا کرو گی؟ بچی نے آفس کا کام کرنے کے تعلق میں تین سالہ کورس کرنے کا بتایا۔ اس پر حضور نے فرمایا تم نے کس کا آفس چلانا ہے۔تم تو وقف نو ہو۔ اس کا کیافائدہ ہوگا۔ واقفات نو وہ پڑھائی کریں جس کا جماعت کو فائدہ ہو۔ جیسا کہ حضرت مصلح موعود (نور اللہ مرقدہ) نے بھی فرمایا تھا کہ عورتیں جو تعلیم حاصل کریں اس کو اپنی عملی زندگی میں استعمال کریں، بچوں کی تربیت کے لئے استعمال کریں۔ یہ نہیں کہ پڑھنے کے بعد آپ یہ کہیں کہ اب آفس میں نوکری کرنی ہے۔ ایک طرف آپ وقف ہیں اور ایک طرف ایسی تعلیم حاصل کر رہی ہیں جس میں آپ کے وقف کا جو تقدس ہے جو ایک احمدی کا عموماً اور ایک واقف زندگی کا خصوصًا ہونا چاہئے وہی قائم نہیں رہ سکتا۔ بچی کی طرف سے وضاحت پیش کرنے پر حضور انور نے فرمایا اگر آپ آفس میں جاؤ گی اور نوکری کرتی رہو گی تو (تمہیں ایم ٹی اے یا اپنے حلقہ وغیرہ میں) کام کرنے کا وقت کہاں ملے گا؟ اور پھر واقف زندگی نوکری کرہی نہیں سکتی۔ وقف کا مطلب یہ ہے کہ تم اس طرح کام کرو جماعت کا جس طرح واقف زندگی مرد کرتے ہیں۔ وقف نو کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وقف نو کی کلاس اٹینڈ کر لی اور پھر فارغ ہو گئے۔

پھر حضور نے بچیوں سے جائزہ لیا کہ کون کیا کیا بننا چاہتی ہے؟ ایک بچی سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ تم کیا کرو گی؟ بچی نے بتایا کہ مَیں ڈاکٹر بننے کا سوچ رہی ہوں یا کیمسٹری یا Maths کی ٹیچنگ کرنا چاہتی تھی۔ تو حضور انور نے فرمایا کہ اب سوچنے میں وقت نہ گزارو۔ ایک ارادہ کرو اور اس پر پکّی ہو جاؤ۔حضور انور نے یہاں مزاح کے طور پر ایک لطیفہ بھی سنایا۔

ایک بچی نے فارسی اور عربی میں Oriental پڑھائی کے بارہ میں حضور سے رہنمائی لی۔جس پر حضور انور نے خوشی کا اظہار فرمایا کہ اچھا تم عربی اور فارسی تو ضرور کرو اور ہدایت فرمائی کہ عربی سیکھنے کے لئے کسی عرب ملک مصر یا شام اور فارسی کے لئے ایران جاؤ۔ بچی کی وضاحت پر کہ جرمنی میں ہائیڈل برگ یونیورسٹی میں بھی یہ سہولیات مہیا ہیں۔حضور نے پھر یہیں سے تعلیم حاصل کرنے کی ہدایت فرمائی۔حضور نے فرمایا کہ فارسی میں بڑی کمی ہے۔ہمیں بہت فارسی کتب کا ترجمہ کرنا ہے اچھا ہے فارسی اور جرمن میں ترجمہ آسان ہو جائے گا۔

وکالت کی تعلیم حاصل کرنے کے متعلق پوچھنے پر حضور انور نے فرمایا اس میں پریکٹیکل ٹریننگ لازمی ہے۔ کسی لائیر (LAWYER) کے ساتھ کام کرنا پڑے گا، کورٹ جانا پڑے گا۔ اس لئے لڑکیوں کے لئے لاء کی تعلیم حاصل کرنا فضول ہے۔میڈیکل اور ٹیچنگ کی تعلیم حاصل کرنے کے متعلق حضور نے فرمایا کہ یہ کریں۔حضور کو ٹیچنگ کے بارہ میں بتایا گیا کہ خواتین اساتذہ پڑھاتے وقت سر پر سکارف نہیں لے سکتیں۔حضور نے فرمایا ٹیچنگ سیکھ لو۔ہمیں واقفات تو ان کی یونیورسٹیوں کے لئے نہیں چاہئیں بلکہ ہمیں اپنے سکولوں کے لئے چاہئیں۔

جرنلزم کی تعلیم حاصل کرنے کے بارہ میں حضور انور نے اجازت اس وضاحت کے ساتھ فرمائی کہ مضمون لکھنے کے لئے جرنلزم کی تعلیم حاصل کرنی چاہئے۔

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 14/ستمبر تا20/ستمبر 2007ء)

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا رَزَقْتَنِیْ

(ترمذی کتاب الدعوات)

ترجمہ: ’’اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور میرا گھر میرے لئے وسیع کر دے۔اور جو کچھ رزق تو مجھے عطا کرے اس میں میرے لئے برکت ڈال دے‘‘۔

یہ پیارے رسولِ کرم ﷺ کی وسعتِ رزق کی دعا ہے۔حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نیا پھل دیکھ کر یہ دعا کرتے:

’’اے اللہ ہمارے لئے ہمارے پھلوں میں برکت دے۔اور ہمارے لئے ہمارے شہر میں برکت عطا فرما۔اور ہمارے صاع میں برکت دے اور ہمارے مد میں برکت دے (صاع اور مُدّ غلہ کے پیمانے ہیں)‘‘۔

(ترمذی کتاب الدعوات)

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

سب کو ہم نے گلے لگانا ہے

(امریکہ میں نسل پرستی کی بنیاد پر جارج فلائیڈ کی موت پر ایک نظم نسل پرستی کو ختم کر کے سب کو گلے لگانا ہے)

دل سے دل کا دیا جلانا ہے
پیار دل میں بسائے جانا ہے

الفتوں کے چراغ روشن ہوں
آتشِ کینہ کو بجھانا ہے

خار راہوں کے سب ہٹا ڈالو
گل سے ہر راستہ سجانا ہے

فتنہ و شر کو ختم کرنا ہے
امن کی راہ کو سجانا ہے

دشمنِ جاں سے درگزر کر کے
اسوۂ مصطفیٰؐ دکھانا ہے

ختم ہو فرق اپنوں غیروں کا
سب کو ہم نے گلے لگانا ہے

نسل در نسل کے تعصب کو
ہر تفاخر کو بھی مٹانا ہے

بھولے بھٹکے ہوئے ہیں جو رہ سے
ان کو اُس یار سے ملانا ہے

ہم نے عہدِ وفا کیا ہے جو
اس کو اخلاص سے نبھانا ہے

دنیا کی چاہ چھوڑ کر حافظ
دل میں عشقِ خدا بسانا ہے

حافظ محمد مبرور

اداریہ

آدابِ خلافت

تو اگر بول رہا ہو پیارے
کوئی بولے تو بُرا لگتا ہے

گزشتہ دنوں خاکسار نے اپنے بہت ہی قریبی دوست (جو منجھے ہوئے شاعر بھی ہیں) سے فون پر رابطہ کر کے ایک شعر کی تصحیح چاہی۔ جو انہوں نے کر دی اور خاکسار نے اس پر اداریہ لکھ کر اپنا فرض ادا کر دیا۔ الحمدللّٰہ علیٰ ذالک

لیکن شاعر کو اپنے یا دوسروں کے اچھے اشعار سنانے کا شوق ہوتا ہے خصوصاً آج کل جب اس وبا کے دنوں میں کوئی محفل نہیں جم رہی۔ انہوں نے مجھے فون پر اپنے اور دوسروں کے ملے جلے بہت سے اشعار مزے لے لے کر سنا دیئے۔ ان میں سے ایک یہ شعر ہے جس کو آج میں نے اپنے اس آرٹیکل کا عنوان بنایا ہے جس کو خاکسار نے اپنے اداریئے بعنوان ’’جس مکاں کی آرزو مہدی کو تھی، ہو بہو ویسا مکاں ہے ایم ٹی اے‘‘ طبع شدہ الفضل لندن آن لائن شمارہ مورخہ 4 جولائی 2020ء کا حصہ دوم بنایا ہے۔

اس اصول کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی سورۃ الحجرات آیت 3 میں یوں بیان فرمایا ہے:

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَکُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجۡھَرُوۡا لَہٗ بِالۡقَوۡلِ کَجَھۡرِ بَعۡضِکُمۡ لِبَعۡضٍ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُکُمۡ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! نبی کی آواز سے اپنی آوازیں بلند نہ کیا کرو اور جس طرح تم میں سے بعض لوگ بعض دوسرے لوگوں سے اونچی آواز میں باتیں کرتے ہیں اس کے سامنے اونچی بات نہ کیا کرو ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں پتہ نہ چلے۔

اللہ اور رسول کی آواز پر لبیک کہنا زندگی کا پیغام ہے جیسا کہ سورۃ الانفال آیت 25 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَجِیۡبُوۡا لِلّٰہِ وَ لِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاکُمۡ لِمَا یُحۡیِیۡکُمۡ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور رسول کی آواز پر لبیک کہا کرو جب وہ تمہیں بلائے تا کہ وہ تمہیں زندہ کرے

نبی، رسول، مجدد یا خلیفہ کے پیروکار ہمیشہ دوزانو ہو کر سر جھکائے اپنے پیرومرشد کے سامنے بیٹھے یا کھڑے ہوتے ہیں اور کوئی بول بولنا پسند نہیں کرتے۔ مجھے یاد ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے معاً بعد ایک دن مسجد مبارک میں نماز کی ادائیگی کے بعد ایک مسئلہ کی تصحیح یوں فرمائی۔ جو خلاصۃً اپنے الفاظ میں یہاں پیش ہے۔ فرمایا:

جو لوگ باجماعت نماز میں تاخیر سے آ کر شامل ہوں اور ان کی ایک رکعت یا زیادہ رہ گئی ہوں تو وہ امام کے دائیں طرف السلام علیکم کے ساتھ ہی کھڑے نہ ہوا کریں بلکہ دوسرے سلام کے بعد کھڑے ہو کر اپنی نماز مکمل کیا کریں۔ کیونکہ پہلے سلام پر امام کے ساتھ تعلق ٹوٹا نہیں اور نہ ہی امام الصلوۃ نے آپ کو اس سے آزاد کیا ہے۔ حضور نے مزید فرمایا کہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے دور میں بھی یہ غلطی دیکھا کرتا تھا مگر میں نے اس لیے اس کی تصحیح نہیں کی کہ امام وقت جب نماز کے بعد سلام پھیرتے تھے تو وہ خود بھی دیکھ لیا کرتے تھے اگر انہوں نے درستگی نہیں کروائی تو خاکسار نے بھی مناسب نہیں سمجھا۔

درج بالا آیت کریمہ کو اگر صحابہ رسول حضرت نبی اکرم ﷺ پر لاگو کریں تو سیرت صحابہ کا یہ اسوہ آشکار ہوتا ہے کہ آپ صحابہ مجسم اطاعت کا نمونہ تھے خاموشی کے ساتھ ہر بات سنتے اور محفل برخواست ہونے پر غیر حاضر صحابہ تک پہنچاتے۔ مورخین اسلام نے سیرت صحابہ پر جو قلم اٹھایا ہے۔ ان میں ایک بات قریباً تمام مورخین نے یکسانیت کے ساتھ لکھی ہے کہ صحابہ، آنحضور ﷺ کی محفل میں یوں تشریف فرما ہوتے جیسے اُن کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں ذرا سا سر ہلایا تو وہ اُڑ جائیں گے۔

یہی کیفیت آج ہمیں ان جلسوں، محفلوں میں نظر آتی ہے جن میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنفس نفیس موجود ہو کر احباب سے مخاطب ہوتے ہیں اور حاضرین پوری توجہ سے حضور کا خطاب نہ صرف سنتے ہیں بلکہ اس کو ساتھ کے ساتھ ہضم کرتے اور عمل کرنے اور کروانے کے منصوبے بنا رہے ہوتے ہیں۔ ہمارے بڑے جلسے تو یوکے یا جرمنی کے ہوتے ہیں جن میں 30، 30 ہزار سے زائد احباب موجود ہوتے ہیں جو ساکت اور جامد ہو کر حضور کا خطاب سنتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ جرمنی کے جلسہ سالانہ پر اور ایک دو بار برطانیہ کے جلسہ سالانہ پر حضور نے فرمایا: »خاموش« تو سارا مجمع خاموش ہو گیا جسے وہاں کے سیاسی لوگ سراہتے بھی ہیں۔ بلکہ گزشتہ چند سال قبل قادیان دارالامان میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ لندن سے مواصلاتی نظام کے ذریعہ Live خطاب فرما رہے تھے اور شدید سردی تھی ہلکی ہلکی پھوار بھی تھی۔ دانت بج رہے تھے۔ بادل اتنے گہرے تھے کہ رات کا سماں لگتا تھا مگر 25 ہزار کے لگ بھگ مجمع خاموشی کے ساتھ بیٹھا اپنے امام ہمام کے ملفوظات سن رہا تھا اور کسی طرف سے یہ آواز نہیں آ رہی تھی کہ سردی بہت ہے۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیاں جم رہی ہیں۔ ان ہی لوگوں کیلئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا:

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی
فسبحان اللہ الذی اخزی الاعادی

آج اللہ تبارک تعالیٰ نے عالمگیر جماعت احمدیہ پر یہ احسان عظیم کیا ہے کہ ہمارے امام جمعہ کے روز ایم ٹی اے پر جلوہ افروز ہوتے ہیں اور خطبہ ارشاد فرماتے ہیں۔ جسے دنیا بھر کے احمدی گھروں اور مراکز میں لاکھوں کی تعداد میں احباب اور خواتین سنتے ہیں۔ ہم نے بارہا یہ دیکھا ہے جب امام وقت بول رہے ہوں تو کسی کی معمولی سی سرگوشی بھی اچھی نہیں لگتی اگر نادانستہ طور پر کوئی فون پر میسج بھی کر دے تو فوراً جواب جاتا ہے کہ حضور خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ خاموشی سے سنیں اور ہمارے اور خلیفۃ المسیح کے درمیان ایک روحانی تعلق میں خلل انداز نہ ہوں۔ خطبہ کے دوران گھر میں کوئی بچہ رونے لگے یا تنگ کرنے لگے تو مائیں یا بہنیں فوراً بچے کو اٹھا کر دوسرے کمرے میں لے جاتی ہیں تا کہ اس کے رونے سے دوسرے Disturb نہ ہوں ہمارے موجودہ امام نے بھی اپنے ایک خطبہ جمعہ میں جماعت کی نوجوان بچیوں کو سمجھایا تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض بچیاں خطبہ کے دوران فون کے ذریعہ میسج کرتی رہتی ہیں جو اچھی بات نہیں۔ ہمارے بعض بزرگ حضور انور کے خطبہ جمعہ سننے کا اس حد تک اہتمام کرتے ہیں کہ وہ باقاعدہ باوضو ہو کر، جائے نماز بچھا کر ٹوپی وغیرہ پہن کر ٹی وی کے سامنے دوزانو ہو کر باادب بیٹھ کر خطبہ سنتے ہیں۔ اس سے قبل بھی خاکسار ایک نومبائع عزیزم شاہد محمود کا واقعہ لکھ چکا ہے جس نے اوائل زمانہ میں لاہور میں اپنے گھر بہت رقم خرچ کر کے ڈش انٹینا لگوایا اور وہ ہر جمعہ کو گھر میں رہتے اور کہتے کہ میرے گھر میں حضور نے تشریف لانا ہے اور میں نے گھر میں ٹی وی کے سامنے رہ کر آپ کی تواضع کرنی ہے۔ حضرت مرزا عبدالحق مرحوم کا ایک انٹرویو یاد آیا جس میں آپ نے بیان فرما تھا کہ وہ 1917ء سے جلسہ سالانہ میں شامل ہونا شروع ہوئے اور کبھی خلیفۃ المسیح کی تقریر کے دوران ایک منٹ کے لئے بھی اٹھ کر باہر نہیں گئے۔

احباب جماعت کے یہ نمونے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مستعمل مقولہ ’’اَلطَّرِیۡقُ کُلُّھَا اَدَبٌ‘‘ کا عملی اظہار ہیں۔

مجھے اپنا ایک واقعہ بھی یاد آ رہا ہے۔ غالباً 71-1970ء کی بات ہے۔ خاکسار جامعہ میں داخل ہو چکا تھا۔ جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر دوسرے روز حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ شرکاء سے مخاطب تھے۔ جلسہ گاہ سے باہر ایک منڈیر پر بیٹھ کر میں خطاب سُن رہا تھا۔ کسی دوست نے مجھ سے کچھ پوچھا اور میں نے بہت مختصر جواب دینے کی کوشش کی۔ اسی اثناء میں میرے اباجان نے مجھے دیکھ لیا۔ گھر واپس آ کر اپنا نام لے کر مجھ سے شدید خفگی اور ناراضگی کا اظہار یوں فرمایا: »چوہدری نذیر احمد یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ خلیفۃ المسیح مخاطب ہوں اور اس کا بیٹا خطاب کے دوران باتیں کر رہا ہو«۔ میں نے صفائی میں کچھ کہنا چاہا مگر والد محترم نے ایک نہ سُنی اور دوبارہ نصیحتاً کہا کہ خلیفۃ المسیح کے خطاب کے دوران بولا نہیں کرتے۔

ہمارے اخبار کے ایک قاری اور مضمون نگار مکرم سید شمشاد احمد ناصر مبلغ سلسلہ نے خلیفۃ المسیح سے ملاقات کے کچھ آداب تحریر کئے تھے جو اخبار الفضل میں شائع بھی ہوئے تھے۔ اسی مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے خاکسار آج اس موقر اخبار کے ذریعہ قارئین سے یہ درخواست کرنا چاہے گا کہ اپنے امام ہمام کا Live خطاب بھی ایک قسم کی خلیفۃ المسیح سے ملاقات ہوتی ہے۔ جس کا نظارہ ہم نے ایک ماہ قبل حضور کی علالت کے دوران دیکھا جب ہم ایک جمعہ حضور کے دیدار سے محروم رہے تو شعراء کرام اور مضمون نگاروں نے اس ایک ہفتہ کی عدم ملاقات پر بہت کچھ لکھ کر دعائیں بھی دیں تھیں۔ اس لئے حضور سے اس روحانی ملاقات کے وقت تازہ دم ہو کر صاف ستھرے باوضو ہو کر حاضر ہوں۔ پوری توجہ سے خطبہ کو سنیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ اس دوران کوئی دوسرا کام بھی ساتھ ساتھ کر رہے ہوں۔ خطبہ کے دوران حضور کی نصائح پر عمل کرنے اور سب سے پہلا مخاطب اپنے آپ کو بنانے اور سمجھنے کے لئے دعائیں بھی کریں۔ حضور کی صحت کاملہ، درازی عمر، اسلام احمدیت کی ترقیات کے لئے دعائیں کریں۔ تسبیحات کثرت سے پڑھیں۔ استغفار کریں اور اگر ممکن ہو تو صدقہ وغیرہ ضرور دیں۔ نبی، خلیفہ سے ملاقات سے قبل صدقہ دینے کا بھی احسن طریق رائج ہے۔

حوادث طبعی یا عذاب الٰہی

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ) (قسط ششم)

طاعون کا دور آخر

چودھویں صدی عیسوی میں ایک عالمگیر تباہی مچانے کے بعد طاعون ایک دفعہ پھر نظروں سے غائب ہوگئی اور کچھ اس طرح غائب ہوئی کہ اس کا کوئی وجود ہی نہ تھا۔ اس مرتبہ اس نے چھ صدیوں تک پھر دنیا کا منہ نہ دیکھا اور تہہ زمین سوراخوں میں روپوش رہی، بعد ازاں اسی طرح جیسے اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعہ صلیب کے بعد چودھویں صدی میں سر نکالا تھا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثت کے بعد تیرھویں صدی کے آخر میں طاعون کی مرض ایک دفعہ پھر اپنے بلوں سے باہر نکلنا شروع ہوئی اور چودھویں صدی میں پورے عروج پر پہنچ گئی۔ بظاہر یہ سب اتفاق حادثات ہیں۔جنہیں سائنسی اصطلاح سے (Great Circles) یعنی وسیع دائرے کہا جائے گا۔ لیکن اہل ایمان کے لئے یقیناً اس امر میں فکر کا بڑا مواد ہے کہ یہ وسیع دائرے نیکی اور بدی، ظہور رسالت اور انکار رسالت، نور اور ظلمت، مظلومیت اور ظلم کے وسیع دائروں کے ساتھ حیرت انگیز طور پر مطابقت رکھتے ہیں ۔ ایک بد مذہب جو چاہے سوچے اور ہمارے اس طرز فکر کو جس طرح چاہے توہمات اور ضعیف الاعتقادی قرار دے لیکن جوں جوں یہ بات آگے بڑھے گی ہمارے مضمون کا دوسرا حصہ جو طاعون کے دور آخر سے تعلق رکھتا ہے بعض ایسے تازہ مشاہدات پر بحث کرے گا جو ایک منصف مزاج کو اس بات کا قائل کرنے کے لئے کافی ہوں گے کہ بات حوادث کے دائرے سے بہت آگے نکل چکی ہے اور یقیناً حوادث زمانہ کی بجائے کوئی اور قانون اس وباء کے پس پردہ کارفرما آتا ہے۔

طاعون کے جس دور کا ہم نے ذکر کیا ہے اس کا پہلی مرتبہ 1880ء میں میسوپوٹیمیا کے علاقے سے آغاز ہوا۔ یہ بعینہٖ وہی دور ہے جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہندوستان کی ایک گمنام بستی قادیان میں اسلام کی حمایت میں ایک عظیم دفاعی جنگ لڑ رہے تھے آپ کو زمانے کے امام کی حیثیت سے ماموریت کی خلعت پہنائی جا رہی تھی۔ظہور طاعون کا اس زمانے سے انطباق یقیناً معنی خیز ہے۔ لیکن اس سے بڑھ کر تعجب کی بات یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو واضح طور پر یہ خبر نہ دی کہ طاعون عذاب الٰہی کی شکل اختیار کرنے والی ہے۔ اس وقت تک طاعون کو کھل کھیلنے کی توفیق عطا نہ ہوئی۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کسی ہولناک درندے کو مضبوط زنجیروں سے جکڑا ہوا ہو، اسے ہم غیظ وغضب میں بل کھاتے ہوئے دیکھ رہے ہوں اور اس کی چنگھاڑ بھی سن رہے ہوں۔ لیکن ابھی اس کی زنجیریں کھولی نہ گئی ہوں۔

1897ء میں پہلی مرتبہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو یہ خبر دی کہ قادیان میں طاعون داخل ہوگئی ہے۔ اس وقت تک اگرچہ گزشتہ سترہ سال میں کئی مرتبہ طاعون کا متفرق حملے ہندوستان کے بعض جنوب اور جنوب مغربی علاقوں پر ہو چکے تھے لیکن پنجاب ان کے اثر سے محفوظ تھا۔ اس واضح خبر کے باوجود آپ نے بعض وجوہ سے قادیان میں طاعون کے ظاہر ہونے کی اور تعبیر فرمائی اور خیال کیا کہ شائد اس سے مراد خارش کی قسم کی کوئی بیماری ہو*۔ اس کے چند ماہ بعد اللہ تعالیٰ نے بڑی وضاحت کے ساتھ آپ کو طاعون کے پنجاب میں شدت سے پھیل جانے کی خبر دی جس سے آپ اس حد تک متاثر ہوئے کہ آپ نے اشتہار کے ذریعے 6۔فروری 1898ء کو پنجاب کو خصوصاً اور تمام ہندوستان کو عموماً حسب ذیل الفاظ میں اس خبر سے متنبہ کیا۔ ’’ہماری گورنمنٹ محسنہ نے کمال ہمدردی سے تدبیریں کیں اور اپنی رعایا پر نظر شفقت کر کے لکھو کھہا روپیہ کا خرچ اپنے ذمہ ڈال لیا اور قواعد طبیہ کے لحاظ سے جہاں تک ممکن تھا ہدایتیں شائع کیں مگر اس مرض مہلک سے اب تک بکلی امن حاصل نہیں ہوا بلکہ بمبئی میں ترقی پر ہے اور کچھ شک نہیں کہ ملک پنجاب بھی خطرہ میں ہے۔ ہر ایک کو چاہیئے کہ اس وقت اپنی اپنی سمجھ اور بصیرت کے موافق نوع انسان کی ہمدردی میں مشغول ہو......... ایک اور امر ضروری ہے جس کے لکھنے پر میرے جوش ہمدردی نے مجھے آمادہ کیا ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ جو لوگ روحانیت سے بے بہرہ ہیں اس کو ہنسی اور ٹھٹھے سے دیکھیں گے مگر میرا فرض ہے کہ میں اس کو نوع انسان کی ہمدردی کے لئے ظاہر کروں اور وہ یہ ہے کہ آج جو 6۔فروری 1898ء روز یکشنبہ ہے میں نے خواب میں دیکھا کہ خدا تعالیٰ کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں اور وہ درخت نہایت بدشکل اور سیاہ رنگ کے اور خوفناک اور چھوٹے قد کے ہیں۔ میں نے بعض لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ درخت کیسے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے۔ میرے پر یہ امر مشتبہ رہا ہے کہ اس نے یہ کہا کہ آئندہ جاڑے میں یہ مرض بہت پھیلے گا یا یہ کہا کہ اس کے بعد جاڑے میں پھیلے گا۔ لیکن نہایت خوفناک نمونہ تھا جو میں نے دیکھا اور مجھے اس سے پہلے طاعون کے بارے میں الہام بھی ہوا اور وہ یہ ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ یعنی جب تک دلوں کی وبا معصیت دور نہ ہو تب تک ظاہری وبا بھی دور نہیں ہوگی اور در حقیقت دیکھا جاتا ہے کہ ملک میں بدکاری بکثرت سے پھیل گئی ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت ٹھنڈی ہو کر ہوا و ہوس کا ایک طوفان برپا ہو رہا ہے۔ اکثر دلوں سے اللہ جل شانہٗ کا خوف اٹھ گیا ہے اور وباؤں کو ایک معمولی تکلیف سمجھا گیا ہے جو انسانی تدبیروں سے دور ہوسکتی ہے۔ ہر ایک قسم کے گناہ بڑی دلیری سے ہو رہے ہیں۔ اور قوموں کا ہم ذکر نہیں کرتے۔ وہ لوگ جو مسلمان کہلاتے ہیں ان میں سے جو غریب اور مفلس ہیں اکثر ان میں سے چوری اور خیانت اور حرام خوری میں نہایت دلیر پائے جاتے ہیں۔ جھوٹ بہت بولتے ہیں اور کئی قسم کے خسیس اور مکروہ حرکات ان سے سرزد ہوتے ہیں اور وحشیوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔ نماز کا تو ذکر کیا کئی کئی دنوں تک منہ بھی نہیں دھوتے اور کپڑے بھی صاف نہیں کرتے اور جو لوگ امیر اور رئیس اور نواب یا بڑے بڑے تاجر اور زمیندار اور ٹھیکیدار اور دولت مند ہیں وہ اکثر عیاشیوں میں مشغول ہیں اور شراب خوری اور زنا کاری اور بد اخلاقی اور فضول خرچی ان کی عادت ہے اور صرف نام کے مسلمان ہیں اور دینی امور میں اور دین کی ہمدردی میں سخت لاپرواہ پائے جاتے ہیں۔

اب چونکہ اس الہام سے جو ابھی میں نے لکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تقدیر معلق ہے اور توبہ اور استغفار اور نیک عملوں اور ترک معصیت اور صدقات اور خیرات اور پاک تبدیلی سے دور ہوسکتی ہے لہٰذا تمام بندگان خدا کو اطلاع دی جاتی ہے کہ سچے دل سے نیک چلنی اختیار کریں اور بھلائی میں مشغول ہوں اور ظلم اور بدکاری کے تمام طریقوں کو چھوڑ دیں‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد دوم، صفحہ 183-186)
الحکم جلد نمبر1 نمبر5، 23 نومبر 1897ء]

آپ کے اس اشتہار کی اشاعت کے تقریباً دو سال بعد تک طاعون کا کوئی غیر معمولی حملہ پنجاب پر نہیں ہوا۔ چنانچہ بجائے استغفار کرنے اور گناہوں سے توبہ کرنے کے کیا علماء اور کیا عوام الناس سب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی پر ہنسی اڑانی شروع کی اور تمسخر کے ساتھ اس کے تذکرے کرنے لگے۔ لیکن افسوس ہے کہ جلد یہ ہنسی رونے پیٹنے اور ماتم میں تبدیل ہوگئی کیونکہ طاعون اچانک اس تیزی کے ساتھ پنجاب میں پھیل گیا کہ ہندوستان کے دوسرے علاقوں میں کم ہی اس شدت کا حملہ ہوا ہو گا چنانچہ آپ نے اس افسوس ناک حالت کا ذکر کرتے ہوئے 17 مارچ 1901ء بذریعہ اشتہار اہل وطن کو ایک دفعہ پھر نصیحت فرمائی اور استغفار اور توبہ کرنے کی ہدایت کی۔ اس اشتہار کے چند اقتباسات پیش ہیں۔

1۔’’ناظرین کو یاد ہوگا کہ 6 فروری 1898ء کو میں نے طاعون کے بارے میں ایک پیشگوئی شائع کی تھی اور اس میں لکھا تھا کہ مجھے یہ دکھایا گیا ہے کہ اس ملک کے مختلف مقاموں میں سیاہ رنگ کے پودے لگائے گئے ہیں اور وہ طاعون کے پودے ہیں اور میں نے اطلاع دی تھی کہ توبہ اور استغفار سے وہ پودے دور ہوسکتے ہیں مگر بجائے توبہ اور استغفار کے وہ اشتہار بڑی ہنسی اور ٹھٹھے سے پڑھا گیا اب میں دیکھتا ہوں کہ وہ پیشگوئی ان دنوں میں پوری ہو رہی ہے خدا ملک کو اس آفت سے بچاوے اگر خدا نخواستہ اس کی ترقی ہوئی تو وہ ایک ایسی بلا ہے کس کے تصور سے بدن کانپتا ہے۔ سوائے عزیزو اسی غرض سے پھر یہ اشتہار شائع کرتا ہوں کہ سنبھل جاؤ اور خدا سے ڈرو اور ایک تبدیلی دکھلاؤ تا خدا تم پر رحم کرے اور وہ بلا جو بہت نزدیک آگئی ہے خدا اس کو نابود کرے‘‘۔

2۔’’اے غافلو! یہ ہنسی اور ٹھٹھے کا وقت نہیں ہے یہ وہ بلا ہے جو آسمان سے آتی اور صرف آسمان کے خدا کے حکم سے دور ہوتی ہے......... معمولی درجہ کی طاعون یا کسی اور وباء کا آنا ایک معمولی بات ہے لیکن جب یہ بلا ایک کھا جانے والی آگ کی طرح کسی شہر میں اپنا منہ کھولے تو یقین کرو کہ وہ شہر کامل راستبازوں کے وجود سے خالی ہے۔ تب اس شہر سے نکلو یا کامل توبہ اختیار کرو۔ ایسے شہر سے نکلنا طبی قواعد کی رو سے مفید ہے ایسا ہی روحانی قواعد کی رو سے بھی.........‘‘

3۔’’اللہ جلشانہٗ اپنے رسول کو قرآن شریف میں فرماتا ہے وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ یعنی خدا ایسا نہیں ہے کہ وہ وبا وغیرہ سے ان لوگوں کو ہلاک کرے جن کے شہر میں تو رہتا ہو۔ پس چونکہ وہ نبی علیہ السلام کامل راستباز تھا اس لئے لاکھوں کی جانوں کا وہ شفیع ہوگیا۔ یہی وجہ ہے کہ مکہ جب تک آنحضرت ﷺ اس میں تشریف رکھتے رہے امن کی جگہ رہا اور پھر جب مدینہ تشریف لائے تو مدینہ کا اس وقت نام یثرب تھا جس کے معنے ہیں ہلاک کرنے والا۔ یعنی اس میں ہمیشہ سخت وبا پڑا کرتی تھی آپؐ نے داخل ہوتے ہی فرمایا کہ اب کے بعد اس کا نام یثرب نہ ہوگا بلکہ اس کا نام مدینہ ہوگا یعنی تمدن اور آبادی کا جگہ۔ اور فرمایا کہ مجھے دکھایا گیا ہے کہ مدینہ کی وبا اس میں سے ہمیشہ کے لئے نکال دی گئی۔ چنانچہ ایسا

ہی ہوا اور اب تک مکہ اور مدینہ ہمیشہ طاعون سے پاک رہے۔ میں اس خدائے کریم کا شکر کرتا ہوں کہ اسی آیت کے مطابق اس نے مجھے بھی الہام کیا۔ اور وہ یہ ہے اَلْاَمْرَاضُ تُشَاعُ وَالنُّفُوْسُ تُضَاعُ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَابِاَنْفُسِھِمْ اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ یہ الہام اشتہار 6۔فروری 1898ء میں شائع ہوچکا ہے۔ اور یہ طاعون کے بارے میں ہے۔ اس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ موتوں کے دن آنے والے ہیں مگر نیکی اور توبہ کرنے سے ٹل سکتے ہیں اور خدا نے اس گاؤں کو اپنی پناہ میں لے لیا ہے اور متفرق کئے جانے سے محفوظ رکھا۔ یعنی بشرط توبہ۔ اور براہین احمدیہ میں یہ الہام بھی درج ہے کہ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ یہ خدا کی طرف سے برکتیں ہیں اور لوگوں کی نظر میں عیب“۔

(مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد دوم، صفحہ 500-502)

طاعون کی اس وبا کا غیر معمولی طرز عمل جو اسے عام وباؤں سے ممتاز کرتا ہے

1901ء میں طاعون کی وبا نے پنجاب پر ایک عام ہلہ بول دیا اور وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی گزشتہ پیشگوئیوں کو استخفاف و استہزا کی نظروں سے دیکھ رہے تھے اچانک ہر طرف سے انتہائی ہولناک طاعون کے نرغے میں گھر گئے۔ اس وقت وباء کی شدت کے دوران آپ کا یہ دعویٰ سخت تعجب انگیز تھا کہ یہ مرض آپ کے گھر کی چار دیواری میں بسنے والوں کو ہرگز کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گی۔ یہی نہیں بلکہ یہ دعویٰ بھی کیا گیا کہ صرف آپؑ کا گھر ہی نہیں خود قادیان بھی اس مرض کے ایسے حملے سے محفوظ رہے گا جو دوسرے شہروں کی طرح ہلاک خیز ہو گویا اس لحاظ سے پنجاب کے دوسرے شہروں کی نسبت قادیان کو ایک خاص امتیاز حاصل رہے گا لیکن پیشتر اس کے کہ ہم طاعون کی وبا کا اس پہلو سے تنقیدی جائزہ لیں کہ اس میں عذاب الٰہی ہونے کے کیا کیا خصوصی امتیازات پائے جاتے تھے بہتر ہوگا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ ہی میں ان الٰہی مواعید اور بشارتوں کا ذکر کیا جائے جو اس ضمن میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیئے۔ آپ فرماتے ہیں:

”چار سال ہوئے کہ میں نے ایک پیشگوئی شائع کی تھی کہ پنجاب میں سخت طاعون آنے والی ہے اور میں نے اس ملک میں طاعون کے سیاہ درخت دیکھے ہیں جو ہر ایک شہر اور گاؤں میں لگائے گئے ہیں اگر لوگ توبہ کریں تو یہ مرض دو جاڑہ سے بڑھ نہیں سکتی۔ خدا اس کو رفع کر دے گا۔ مگر بجائے توبہ کے مجھ کو گالیاں دی گئیں اور سخت بدزبانی کے اشتہار شائع کئے گئے جس کا نتیجہ طاعون کی یہ حالت ہے جو اب دیکھ رہے ہو“۔

”اب اس تمام وحی سے تین باتیں ثابت ہوئی ہیں (1)اول یہ کہ طاعون دنیا میں اس لئے آئی ہے کہ خدا کے مسیح موعود سے نہ صرف انکار کیا گیا بلکہ اس کو دکھ دیا گیا۔ اس کے قتل کرنے کے لئے منصوبے کئے گئے اس کا نام کافر اور دجال رکھا گیا۔ پس خدا نے نہ چاہا کہ اپنے رسول کو بغیر گواہی چھوڑے......

(2)دوسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی وہ یہ ہے کہ یہ طاعون اس حالت میں فرو ہوگی جبکہ لوگ خدا کے فرستادہ کو قبول کر لیں گے۔ کم سے کم یہ کہ شرارت اور ایذا اور بدزبانی سے باز آجائیں گے......

(3)تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہرحال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے“۔

(دافع البلاء، روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 225، 229-230)

”چونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ملک میں عام طاعون پڑے گی اور کسی کم مقدار کی حد تک قادیان بھی اس سے محفوظ نہیں رہے گی اسی لئے اس نے آج کے دنوں سے تئیس برس پہلے فرمایا کہ جو شخص اس مسجد اور اس گھر میں داخل ہوگا یعنی اخلاص اور اعتقاد سے وہ طاعون سے بچایا جائے گا۔ اسی کے مطابق ان دنوں میں خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا:

اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ۔ اِلَّا الَّذِیْنَ عَلَوْا مِنِ اسْتِکْبَارٍ۔ وَ اُحَافِظُکَ خَآصَّۃً۔ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ یعنی میں ہر ایک ایسے انسان کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو تیرے گھر میں ہوگا مگر وہ لوگ جو تکبر سے اپنے تئیں اونچا کریں۔ اور میں تجھے خصوصیت کے ساتھ بچاؤں گا۔ خدائے رحیم کی طرف سے تجھے سلام۔

جاننا چاہیئے کہ خدا کی وحی نے اس ارادہ کو جو قادیان کے متعلق ہے دو حصوں پر تقسیم کر دیا ہے (1) ایک وہ ارادہ جو عام طور پر گاؤں کے متعلق ہے اور وہ ارادہ یہ ہے کہ یہ گاؤں اس شدت طاعون سے جو افراتفری اور تباہی ڈالنے والی اور ویران کرنے والی اور تمام گاؤں کو منتشر کرنے والی ہو محفوظ رہے گا (2) دوسرے یہ ارادہ کہ خدائے کریم خاص طور پر اس گھر کی حفاظت کرے گا اور اس کو تمام عذاب سے بچائے گا جو گاؤں کے دوسرے لوگوں کو پہنچے گا اور اس وحی اللہ کا اخیر فقرہ ان لوگوں کے لئے منذر ہے جن کے دلوں میں بے جا تکبر ہے“۔

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 401-402)

”کچھ شک نہیں کہ اس وقت تک جو تدبیر اس عالم اسباب میں اس گورنمنٹ عالیہ کے ہاتھ آئی وہ بڑی سے بڑی اور اعلیٰ سے اعلیٰ یہ تدبیر ہے کہ ٹیکا کرایا جائے اس سے کسی طرح انکار نہیں ہوسکتا کہ یہ تدبیر مفید پائی گئی ہے اور بپابندی رعایت اسباب، تمام رعایا کا فرض ہے کہ اس پر کاربند ہو کر وہ غم جو گورنمنٹ کو ان کی جانوں کے لئے ہے اس سے اس کو سبکدوش کریں۔ ہم لیکن بڑے ادب سے اس محسن گورنمنٹ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگر ہمارے لئے ایک آسمانی روک نہ ہوتی تو سب سے پہلے رعایا میں سے ہم ٹیکا کراتے اور آسمانی روک یہ ہے کہ خدا نے چاہا ہے کہ اس زمانہ میں انسانوں کے لئے ایک آسمانی رحمت کا نشان دکھاوے سو اس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائے گا وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے اور ان آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان ہوگا کہ تو وہ قوموں میں فرق کر کے دکھلاوے لیکن وہ جو کامل طور پر پیروی نہیں کرتا وہ تجھ میں سے نہیں ہے اس کے لئے مت دلگیر ہو یہ حکم الٰہی ہے جس کی وجہ سے ہمیں اپنے نفس کے لئے اور ان سب کے لئے جو ہمارے گھر کی چار دیوار میں رہتے ہیں ٹیکا کی کچھ ضرورت نہیں......

اس نے مجھے مخاطب کر کے یہ بھی فرمایا کہ عموماً قادیان میں سخت بربادی افگن طاعون نہیں آئے گی جس سے لوگ کتوں کی طرح مریں اور مارے غم اور سرگردانی کے دیوانہ ہو جائیں اور عموماً تمام لوگ اس جماعت کے گو وہ کتنے ہی ہوں مخالفوں کی نسبت طاعون سے محفوظ رہیں گے مگر ایسے لوگ ان میں سے جو اپنے عہد پر پورے طور پر قائم نہیں یا ان کی نسبت اور کوئی وجہ مخفی ہو جو خدا کے علم میں ہو ان پر طاعون وارد ہو سکتی ہے مگر انجام کار لوگ تعجب کی نظر سے اقرار کریں گے کہ نسبتاً و مقابلۃً خدا کی حمایت اس قوم کے ساتھ ہے اور اس نے خاص رحمت سے ان لوگوں کو ایسا بچایا ہے جس کی نظیر نہیں۔ اس بات پر بعض نادان چونک پڑیں گے اور بعض ہنسیں گے اور بعض مجھے دیوانہ قرار دیں گے اور بعض حیرت میں آئیں گے کہ کیا ایسا خدا موجود ہے جو بغیر رعایت اسباب کے بھی رحمت نازل کرسکتا ہے؟ اس کا جواب یہی ہے کہ ہاں بلاشبہ ایسا قادر خدا موجود ہے اور اگر وہ ایسا نہ ہوتا تو اس سے تعلق رکھنے والے زندہ ہی مرجاتے وہ عجیب قادر ہے اور اس کی پاک قدرتیں عجیب ہیں۔ ایک طرف نادان مخالفوں کو اپنے دوستوں پر کتوں کی طرح مسلط کر دیتا ہے اور ایک طرف فرشتوں کو حکم کرتا ہے کہ ان کی خدمت کریں“۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19، صفحہ 1-3)

مندرجہ بالا اقتباسات میں جو دعاوی کئے گئے ہیں ان کی رو سے طاعون کی اس وباء میں حسب ذیل خصوصیات ہونی چاہیئے تھیں جو اسے عام وباؤں سے ممتاز کر دیں اور قطعی طور پر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ کوئی عام وباء نہیں بلکہ عذاب الٰہی کے قبیل سے تعلق رکھنے والا ایک عظیم الشان عذاب ہے۔

1۔ پیشگوئی کے بعد اس وباء کو غیر معمولی طور پر بڑھنا چاہیئے تھا۔

2۔ پنجاب کے دیگر قصبات کے برعکس قادیان کو اس وباء کی غیر معمولی شدت سے محفوظ رہنا چاہیئے۔

3۔ عموماً جماعت احمدیہ کے افراد اس حملے سے اس حد تک نمایاں طور پر محفوظ رہنے چاہئیں تھے تا یہ بات لوگوں کی نظر میں عجیب ٹھہرے۔

4۔ خصوصاً قادیان کا وہ حصہ اس وباء سے بالکل محفوظ رہنا چاہیئے تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رہائش گاہ تھا۔ ہر وہ شخص جو اس میں رہائش پذیر تھا اس کے اثر سے محفوظ و مامون ہونا چاہیئے تھا۔

5۔ اس طاعون کے نتیجے میں لوگوں نے بکثرت آپؑ پر ایمان لانا تھا اور جب تک ایسا نہ ہو طاعون نے ملک کا پیچھا نہ چھوڑنا تھا۔

جب ہم تاریخی حقائق پر نظر ڈالتے ہیں تو بڑی حیرت کے ساتھ اس بات کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ مندرجہ بالا دعاوی میں سے ہر ایک بڑی شان کے ساتھ سچا ثابت ہوا۔

سب سے پہلے ہم اعداد و شمار پیش کرتے ہیں جن سے یہ ثابت ہوگا کہ طاعون کی پیشگوئی سے قبل اور طاعون کی پیشگوئی کے بعد کے حالات میں ایک ایسی نمایاں تبدیلی پیدا ہوئی جو کسی انسان کے بس کی بات نہ تھی۔ ذیل میں ہم طاعون کی پیشگوئی سے قبل کے اعداد و شمار پیش کرتے ہیں جو طاعون کے مختلف ملکوں میں پھیلاؤ سے تعلق رکھتے ہیں۔

1880ء میں صرف ایک ملک میں طاعون ظاہر ہوا۔ 1881ء میں تین ممالک، 1882ء میں دو ممالک، 1883ء میں ایک ملک، 1884ء میں پھر دو ممالک 88-87-86-1885ء میں صرف ایک ملک میں، 1889ء میں پھر یہ بڑھنا شروع ہوا اور 91-90-1889ء میں تین ممالک میں ظاہر ہوا۔ 1892ء میں چار ممالک، 94-1893ء میں ایک دم پھیل کر نو ممالک پر قابض ہوگیا۔ 1895ء میں دو ممالک اور 97-1896ء میں چھ ممالک تک محدود رہا۔ ان اعداد کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہے کہ طاعون کی انتہائی چوٹی 1893ء میں قائم ہوئی جس کے بعد مسلسل تین سال تک اس کا دائرہ عمل محدود رہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے طاعون کے عذاب الٰہی کی صورت میں پھیلنے کی 1898ء میں خبر دی اور 1898ء میں طاعون اچانک پھر پھیلنا شروع ہوا اور چھ ممالک کی بجائے آٹھ ممالک پر حملہ آور ہوا۔ 1899ء میں اکیس ممالک، 1900ء

میں 26 ممالک، 1901ء میں 27 ممالک اور 1902ء میں 28 ممالک پر مسلط ہوگیا۔ اس نقشہ کو دیکھ کر طبیعت پر یہ اثر پڑتا ہے کہ اس الٰہی تنبیہ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ بنی نوع انسان کو اس آنے والی آفت سے متنبہ کر دیا گیا تو ساتھ ہی اس بلا کی زنجیریں کھول دی گئیں اور یہ اس تیز رفتاری سے آگے بڑھی گویا پیچھے مڑ کر نہ دیکھا۔ ہمیں افسوس ہے کہ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا طاعون کے پھیلاؤ کا صرف 1902ء تک ذکر کرتا ہے اس لئے ہم مکمل نقشہ پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ ہاں جہاں تک طاعون کے اثرات کا تعلق ہے یہ امر باعث اطمینان ہے کہ 1906ء تک طاعون کے نتیجہ میں رونما ہونے والی اموات کے اعداد و شمار محفوظ کر دیئے گئے۔ اس نقشے پر بھی نظر ڈال کر دیکھئے تو پیشگوئی سے قبل اور پیشگوئی کے بعد کے اعداد و شمار میں نمایاں فرق نظر آئے گا۔

اس نقشے کے مطالعے سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ ہندوستان یعنی وہ ملک جس میں وقت کا امام ظاہر ہوا تھا اور جس نے آفت سے بالخصوص اس ملک کو متنبہ کیا طاعون کی سب سے زیادہ خوفناک آماجگاہ بن گیا۔ 1899ء میں یعنی پیشگوئی سے قبل کے سال 2219 اموات طاعون کی وباء کے نتیجہ میں ہوئیں لیکن جب پیشگوئی کی گئی یہ اموات اچانک بڑھ کر 47976 تک پہنچ گئیں۔ اعداد و شمار حسب ذیل ہیں جو ہمارے بیان پر شاہد ناطق ہیں۔

سال	تعداد اموات
1896ء	2219
1897ء	47976
1898ء	89265
1899ء	102369
1900ء	73576
1901ء	236433
1902ء	452655
1903ء	684445
1904ء	938010
1905ء	940821
1906ء	300355

مندرجہ بالا نقشہ میں صرف 1900ء کا سال ایسا ہے جس میں گزشتہ سال سے اموات میں کچھ کمی دکھائی دیتی ہے۔ باقی تمام سالوں میں 1905ء تک مسلسل اموات کی تعداد ہولناک طریق پر بڑھتی ہوئی نظر آتی ہے جو بالآخر 1906ء میں پھر گرنا شروع ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد طاعون رفتہ رفتہ غائب ہوتے ہوتے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال تک تقریباً معدوم ہو چکی ہے۔

طاعون کے پھیلاؤ اور اموات کی تعداد کے سالانہ اعداد و شمار ذہن کو اس آیت کے مضمون کی طرف بھی منتقل کر دیتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ فرعون کی قوم پر نازل ہونے والے عذابوں کے ذکر میں عذاب الٰہی کی ایک علامت یہ بھی بیان فرماتا ہے کہ اگلے جھٹکے پچھلے جھٹکوں سے شدید تر ہوتے ہیں جیسا کہ فرمایا:

وَمَا نُرِيهِمْ مِّنْ آيَةٍ إِلَّا هِيَ أَكْبَرُ مِنْ أُخْتِهَا ۖ وَأَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ۔

(سورۃ الزخرف، آیت 49)

ترجمہ: اور ہم ان کو جو نشان بھی دکھاتے تھے وہ اپنے پہلے نشان سے بڑا ہوتا تھا اور ہم نے ان کو عذاب میں مبتلا کر دیا تاکہ وہ (اپنی بد اعمالیوں سے) لوٹ جائیں۔

اب اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ سلسلہ قیامت تک اسی طرح جاری رہتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت تک وہ عذاب مقدر ہو اور جس وقت تک اس کے اٹھا لینے کا فیصلہ نہ ہو جائے اس وقت تک وہ مسلسل شدت اختیار کرتا چلا جاتا ہے لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ جب قوم میں خدا تعالیٰ کی طرف توجہ پیدا ہو اور وہ شدت استغفار کی طرف مائل ہو تو جب تک یہ کیفیت قوم میں پائی جائے یہ عذاب نرم پڑ جاتا ہے یا ٹل جاتا ہے۔ یہ دوسرا اصول بھی قرآن کریم فرعون کی قوم پر آنے والے عذابوں کے ضمن میں ہی بیان کرتا ہے جیسا کہ فرمایا کہ جب کبھی عذاب بشدت اس قوم کو پکڑ لیتا تھا وہ لوگ مائل بہ استغفار ہوتے تھے اور حضرت موسیٰ سے دعا کی درخواست کرتے تھے۔ تب وہ عذاب ٹل جاتا تھا یہاں تک کہ جلد ہی اس کے بعد قوم پھر شرارتوں کی طرف لوٹ آتی تھی۔ تب اللہ تعالیٰ بھی ایک نیا عذاب ان پر وارد کرتا تھا۔ پس کسی وقت عذاب کا وقتی طور پر ٹل جانا یا نرم پڑ جانا اس آیت کے مضمون کے مخالف نہیں ہے جس کا اوپر ذکر کیا گیا۔ بیک وقت دونوں باتیں اس طرح نظر آتی ہیں کہ عذاب اپنی شدت میں بالعموم خفیف سے اشد کی طرف حرکت کرتا ہے لیکن کہیں کہیں انسانوں کی بے قراری اور استغفار کے آنسو اس آگ کو کسی حد تک ٹھنڈا کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور وقتی طور پر اس کی شدت میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔

(باقی آئندہ ان شاء اللہ)

حجر اسود کی فضیلت

(شفقت احمد قمر)

خانہ کعبہ کے جنوب مشرقی کونہ کے پاس ایک سیاہ رنگ کا پتھر ہے۔ جسے حجر اسود کہا جاتا ہے۔ یہ متبرک پتھر غالباً شہاب ثاقب کا ایک ٹکڑا تھا جو کہ مکہ کے قریب ابوقبیس نامی پہاڑ پر گرا۔ تعمیر کعبہ کے وقت حضرت ابراہیمؑ اس مبارک پتھر کو اٹھا لائے اور ''کونے کے پتھر'' کی تمثیل اور عظیم یادگار کے طور پر اسے اس دیوار میں نصب کر دیا۔ خانہ کعبہ کا طواف کرنے والے کو حکم ہے کہ وہ اس مبارک پتھر کو بوسہ دے۔ یہ پتھر شعائر اللہ میں سے ہے۔ اور اللہ کے قادر مطلق ہونے اور صادق الوعد ہونے کی خاص نشانی ہے۔ جس سے پیار ہو اس کی خاص اشیاء بھی پیاری لگتی ہیں۔ یہی فلسفہ حجر اسود کو چومنے کا ہے، ورنہ پتھر اپنی ذات میں نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع۔

ایک روایت کے مطابق یہ پتھر جنت سے لا کر جبرائیل امین علیہ السلام نے حضرت ابراہیمؑ کو دیا جسے آپ نے خانہ کعبہ کے مشرقی رکن (کنارے) پر نصب فرمایا۔ اس پتھر کو حفاظت کے لئے خاص چاندی کے حلقے میں رکھا گیا ہے جس سے اس کی شکل مثل انڈے کے نظر آتی ہے۔ ابتدا میں پتھر صرف ایک ہی ٹکڑا تھا، محض حادثات میں ٹوٹ گیا اور اس کے مختلف سائز کے آٹھ ٹکڑے ہو گئے۔ سب سے بڑا ٹکڑا کھجور کے بقدر ہے۔

حجر اسود کی تاریخ میں سب سے زیادہ افسوس ناک واقعہ قرامطہ کا پیش آیا، قرامطہ نے حجر اسود کو یہاں سے لے جا کر غائب کر دیا اور 22 برس یہ پتھر خانہ کعبہ سے غائب رہا۔ پھر 339ھ میں یہ اپنی جگہ واپس لایا گیا۔

(مکہ مکرمہ ماضی و حال کے آئینہ میں۔ ص52)

حجر اسود کو سب سے پہلے چاندی کے حلقے میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے رکھوایا تھا۔ اس حلقہ کی آخری مرتبہ ترمیم و اصلاح کا کام شاہ فہد کے دور میں 1422ھ میں انجام پایا۔

حدیث میں ذکر ہے کہ حجر اسود جب نازل ہوا تو سفید رنگ کا تھا جس کو لوگوں کے گناہوں نے سیاہ کر دیا۔

(ترمذی کتاب الحج باب ماجاء فی فضل الحجر الاسود)

اس مبارک پتھر کو آنحضرت ﷺ اور آپ کے پیش رو انبیاء کرامؑ نے بوسہ لیا۔ طواف کرنے والے کے لئے یہ مسنون ہے کہ وہ پتھر کا بوسہ لے یا بھیڑ کے وقت اس کا استلام کرے (یعنی ہاتھ یا لکڑی سے اس کی طرف اشارہ کر کے چومے)۔ اگر اس پر بھی قدرت نہ ہو تو اشارہ کرتا ہوا طواف کرتا۔ حجر اسود کے فضائل کا ذکر احادیث میں موجود ہے جن میں سے بعض کا ذیل میں ذکر ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی روایت ہے کہ میں نے رسول کریم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رکن (رکن ایمانی) اور مقام (مقام ابراہیم) جنت کے یاقوتوں میں سے دو یاقوت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے نور کو ختم فرما دیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ان کا نور ختم نہ فرماتا تو یہ مشرق و مغرب کے درمیان سب کو روشن کر دیتے۔

(ترمذی کتاب الحج)

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے فرمایا بلاشبہ ان دونوں یعنی (حجر اسود اور رکن ایمانی) کا چھونا گناہوں کا کفارہ ہے۔

(ترمذی کتاب الحج باب ماجاء فی استلام الرکنین)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ بیماری کے یہ دن جلد دور ہوں اور ہر مسلمان کو نبی اکرم ﷺ سے منسلک مبارک مقامات کی زیارت اور وہاں مقبول عبادات کی توفیق حاصل ہو۔ آمین

☆...☆...☆

اعلانِ ولادت

مکرم سیف اللہ رند صاحب تحریر کرتے ہیں:

خاکسار کے بڑے بھائی مکرم محمود احمد رند کو اللہ تعالیٰ نے پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچی کا نام ''لبنیٰ احمد'' رکھا ہے۔ خاکسار احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرنا چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو صحت و سلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے اور نیک خادمہ دین بنائے۔ آمین

(قسط دوم۔آخر)

تحریک وقف نو اور خلافت احمدیت کی بابرکت رہنمائی

(لقمان احمد کشور۔ انچارج شعبہ وقف نو مرکزیہ، لندن)

گزشتہ قسط میں وقف نو کے حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جو ہدایات تحریر کی گئی تھیں انہی کا تسلسل جاری ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امیر صاحب جرمنی کو ہدایت فرمائی کہ شعبہ وقف نو کا کام بھی بہت زیادہ ہے۔ ان کے پروگراموں کا جائزہ لینے کیلئے نگرانی کیلئے کسی اور کو مقرر کر دیں۔ آپ وقف نو کیلئے بے شک اسسٹنٹ سیکرٹری بنالیں۔

اب وقف نو کا کام مزید بڑھ گیا ہے اور طلباء کی تعلیم میں رہنمائی کا ایک بہت بڑا کام اور ذمہ داری ہے۔ اس لئے ایسا اسسٹنٹ سیکرٹری بنائیں جو یہاں کا پڑھا ہوا ہو اور اس کا علم اور معلومات بھی وسیع ہوں اور اسے یہاں کے تعلیمی نظام پر بھی عبور حاصل ہو۔ یہاں کے سکول، کالج اور یونیورسٹی کے سسٹم اور طریق کار کو جانتا ہو۔

حضور انور نے فرمایا:

جہاں تک کونسلنگ اور واقفین نو کی رہنمائی کا تعلق ہے تو اس کام کیلئے ایک کمیٹی مقرر ہونی چاہیئے جس میں ایسے ممبران شامل ہوں جو کہ ماڈرن سائنس اور دیگر مضامین کا اچھا علم رکھنے والے ہوں۔

حضور انور نے فرمایا:

شعبہ کو ایک شکوہ ہے کہ بعض والدین وقف کرنے کے بعد حوالہ نمبر ملنے کے بعد مقامی جماعت اور مرکزی دونوں سے تقریباً لاتعلق ہوجاتے ہیں یا ویسے رابطہ نہیں رکھتے جیسا کہ رکھنا چاہیئے۔ اور پھر ایک سٹیج پر پہنچ کے جب شعبہ یہ کہتا ہے کہ رابطہ نہیں ہے آٹھ دس سال گزر گئے ہیں ان کو نکال دیا جائے، تو اس وقت پھر شکوے پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے حوالہ نمبر ملنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اب رابطہ ختم کرلیا اور وقف نو ہوگیا۔ مسلسل رابطہ دفتر سے اور اپنے نیشنل سیکرٹری شعبہ سے بھی اور مرکز سے بھی قائم رکھنا ضروری ہے۔ پھر واقفین نو اور واقفات نو کا نصاب مقرر رہے جو پہلے تو صرف بنیادی تھا۔ اکیس سال تک کے لڑکوں اور لڑکیوں کا یہ نصاب مقرر ہوچکا ہے۔ اس کو پڑھنا بھی چاہیئے اور اگر امتحان وغیرہ ہوتے ہیں تو اس میں بھرپور شمولیت اختیار کرنی چاہیئے۔

حضور انور نے فرمایا:

پھر اسی طرح ہر ملک میں واقفین نو کیلئے کیریئر گائیڈنس کمیٹی (Career Guidance Committee) بھی ہونی چاہیئے جو جائزہ لیتی رہے اور مختلف فیلڈز میں جانے والوں کی رپورٹ مرکز بھجوائے یا جن کو مختلف فیلڈز میں دلچسپی ہے، ان کے بارہ میں اطلاع ہو، پھر مرکز فیصلہ کرے گا کہ آیا اس کو کس صورت میں اجازت دینی ہے۔ اور پھر یہ بھی جیسا کہ میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ پندرہ سال کی عمر کو پہنچنے والے واقفین نو اپنے تجدید وقف نو کے عہد کو نہ بھولیں، لکھ کر بھجوایا کریں۔ بانڈ (Bond) لکھیں۔ اسی طرح واقفین نو کیلئے ایک رسالہ لڑکوں کیلئے ''اسماعیل'' اور لڑکیوں کیلئے ''مریم'' شروع کیا گیا ہے۔ جرمن اور فرنچ میں بھی اس کا ترجمہ ہونا چاہیئے۔ اگر تو ایسے مضامین ہیں جو وہاں کے مقامی واقفین نو واقفات نو لکھیں تو وہ شائع کریں۔ نہیں تو یہاں سے مواد مہیا ہوسکتا ہے اور اس کو یہ اپنی اپنی زبان میں شائع کرلیا کریں۔ اردو کے ساتھ مقامی زبان بھی ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جیسا کہ میں نے کہا کہ سیکرٹریان وقف نو کو بھی فعال ہونے کی ضرورت ہے۔ اور اگر یہ فعال ہوں گے تو پھر متعلقہ جماعتوں کے اپنے واقفین نو بچوں سے معلومات لے کر مرکز کو مطلع بھی کریں گے اور پھر مرکز یہ بتائے گا کہ کیا کام کرنا ہے، کیا نہیں کرنا۔ یا کیا آگے پڑھنا ہے یا پڑھائی مکمل کرنے کے بعد مرکز میں اپنی خدمات پیش کرنی ہیں۔ خود ہی فیصلہ کرنا واقف نو کا کام نہیں ہے۔ نہ ان کے والدین کا۔ اگر خود فیصلہ کرنا ہے تو پھر بھی بتادیں کہ میں نے یہ فیصلہ کیا ہے اور اب میں وقف نو میں رہنا نہیں چاہتا تا کہ اس کو وقف نو کی فہرست سے خارج کر دیا جائے۔ گو کہ اب تک یہی ہدایت ہے کہ پندرہ سال کے بعد جب اپنا وقف کا فارم فل (Fill) کر دیا تو پھر واپسی کا کوئی رستہ نہیں ہے۔ لیکن اب میں یہ راستہ بھی کھول دیتا ہوں۔ تعلیم مکمل کر کے دوبارہ لکھیں۔ اور یہ لکھوانا بھی سیکرٹریان وقف نو کا کام ہے اور اس کی مرکز میں باقاعدہ اطلاع ہونی چاہیئے کہ ہم نے یہ تعلیم مکمل کر لی ہے اور اب ہم اپنا وقف جاری رکھنا چاہتے ہیں یا نہیں رکھنا چاہتے۔

نیز حضور انور نے فرمایا ہے:

اسی طرح یہ تو میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ یونیورسٹیوں میں پڑھنا چاہیں تو بتادیں اور پہلے اجازت لے لیں۔ اور جو یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر چکے ہوں اور اپنا وقف میں رہنا بھی کنفرم کیا ہوا ہو تو ان کیلئے بھی لازمی ہے کہ وقتاً فوقتاً جماعت سے رابطہ رکھیں کہ اب ہم کام کر رہے ہیں۔ کام کرنے کا عرصہ اتنا ہوگیا ہے۔ فی الحال اکثریت کو اجازت دی جاتی ہے کہ اپنے کام جاری رکھیں۔ جب جماعت کو ضرورت ہوگی بلالے گی۔ لیکن ان کا کام یہ ہے یہ ہر سال اس کی اطلاع دیتے رہیں۔ اسی طرح جو دوسرے پیشے کے لوگ جو اعلیٰ تعلیم تو حاصل نہیں کر سکے لیکن دوسرے پیشوں میں مختلف قسم کے skills ہیں، professions ہیں، ان میں پہلے چلے گئے ہیں تو ان کو بھی اپنی ٹریننگ یا ڈیپلومہ وغیرہ مکمل کرنے کے بعد اطلاع کرنی چاہیئے۔

۲۰۰۵ء میں سویڈن میں واقفین نو بچوں سے کلاس کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کلاس کے بچوں سے بھی دریافت فرمایا کہ کس کس کو اردو پڑھنی آتی ہے۔ حضور انور نے فرمایا جس طرح اس بچے نے اردو زبان سیکھی ہے تو باقی بچے بھی اسی طرح سیکھ سکتے ہیں۔

حضور انور نے بچوں سے فرمایا کہ آپ سب اردو زبان سیکھیں۔ آپ نے کل کو بڑے ہونا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اردو کتب پڑھنی ہیں، پھر ان کتب کے تراجم کرنے ہیں۔ اس لئے آپ کو اردو آنا ضروری ہے۔ ضروری نہیں کہ سب ڈاکٹر ہی بنیں۔

اسی طرح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچوں سے دریافت فرمایا کہ آپ نے بڑے ہوکر کیا بننا ہے؟ فرمایا کتنے ہیں جنہوں نے مبلغ بننا ہے، کتنے ہیں جنہوں نے کمپیوٹر سائنس میں جانا ہے؟

حضور انور نے فرمایا آپ میں سے ہر ایک کو دین کا علم ہونا ضروری ہے۔

☆ دنیاداری میں پڑنے والوں سے متعلق ایک اہم ہدایت دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:

ان بچوں سے جو پندرہ سال کی عمر تک پہنچ چکے ہیں مسلسل رابطہ رکھیں اور ان کو بتائیں کہ وہ پروفیشن لیں جو جماعت کیلئے مفید ہے۔ بعض بچوں نے ملاقاتوں کے دوران کہا کہ میں بزنس مین بنوں گا کیونکہ باپ بزنس مین ہے۔

حضور انور نے فرمایا جنہوں نے اپنی زندگی وقف کی ہے ان کو تو مال کے بارہ میں نہیں سوچنا چاہیئے۔

☆ واقفین نو کا مختلف شعبوں میں تقرر کے حوالہ سے حضور انور نے فرمایا:

آئندہ ملکوں میں جہاں واقفین نو موجود ہیں وہاں کارکن مقرر کرنے کا سوال ہو اور قابل واقفین نو اور واقفات نو موجود ہوں اور مطلوبہ معیار پر پورا اترتے ہوں تو ان کو کارکن رکھنے کے لحاظ سے ترجیح دی جائے۔ مثلاً استاد، ڈاکٹر اور دیگر مختلف آسامیاں۔

☆ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بنام مکرم وکیل اعلیٰ صاحب مکتوب گرامی 22 ستمبر 2007ء میں ہدایت فرمائی تھی:

وقف نو کا سیکرٹری اپنی طرف سے کسی لجنہ کو اپنی ٹیم میں شامل نہیں کرسکتا۔ انہوں نے واقفات نو کے جو پروگرام کروانے ہوں وہ صدر لجنہ کو دے دیا کریں۔ جو اپنی لجنہ کے ذریعہ اس پروگرام پر عمل کرواکر اپنی رپورٹ انہیں دے دیا کریں۔ اس میں نصاب کا پڑھانا، کلاسیں اور اگر ضرورت ہو تو علیحدہ اجتماع شامل ہے۔ لجنہ میں ایک معاون صدر میں نے اس کام کیلئے مقرر کی ہوئی ہے۔ جہاں نہیں وہاں صدر لجنہ مقرر کرلیں اور مجھ سے منظوری لے لیں۔

(یہاں یہ بات بھی ذکر کر دی جائے کہ اب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے بعض ممالک جہاں واقفین نو کی تعداد زیادہ ہے، مجلس خدام الاحمدیہ کی نیشنل عاملہ میں بھی ایک معاون صدر برائے وقف نو مقرر ہوتا ہے۔)

☆ نائب امیر جماعت جرمنی برائے شعبہ وقف نو نے واقفین نو بچوں کے حوالہ سے دو امور میں رہنمائی کے لئے حضور انور کی خدمت میں تحریر کیا تھا کہ

۱۔ بعض بچے جنہوں نے وقف کنفرم کر دیا ہوا ہے۔ اگر کسی وجہ سے وہ اعلیٰ تعلیم حاصل نہیں کر پاتے اور کوئی دوسری پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ یا تعلیمی سلسلہ منقطع کر چکے ہیں اور اگر ملازمت کرنا چاہتے ہیں تو کیا ملازمت شروع کرنے سے پہلے انہیں حضرت خلیفۃ المسیح سے اجازت حاصل کرنی ہوگی؟

۲۔ جن بچوں نے وقف کنفرم کر دیا ہوا ہے۔ اور وہ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہوں تو کیا ان کیلئے ضروری ہے کہ وہ جس فیلڈ میں آگے پڑھنا چاہتے ہیں۔ اس فیلڈ کی منظوری حضرت خلیفۃ المسیح یا وکالت وقف نو سے حاصل کریں۔ مثلاً فوج کی نوکری، بنک کی نوکری، پوسٹ کی نوکری یا عام مارکیٹوں میں سیلز مین شب وغیرہ کی فیلڈ وغیرہ۔

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

حضور انور نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا: دونوں صورتوں میں ضروری ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

پس وقف نو کے کام زائد ہیں جو انہوں نے کرنے ہوتے ہیں۔ اس پہلو سے ان کے پروگرام ذیلی تنظیموں سے الگ بھی ہوں گے اور ذیلی تنظیموں کے ساتھ بھی۔ ذیلی تنظیمیں سب کیلئے عام ہیں مگر وقف نو کی سکیم صرف ان ہی کیلئے ہے جو باقاعدہ اس میں شامل ہیں۔ اگر کسی پروگرام میں دونوں کی تاریخ ایک ہی ہے تو وقف نو والے اپنا پروگرام بدلیں اور بچے ذیلی تنظیم کے پروگرام میں شامل ہوں۔ جہاں تک نصاب کا تعلق ہے ۔ وقف نو کے بچے ذیلی تنظیموں کے نصاب کا امتحان بھی دیں ان کے اجلاسوں میں بھی شامل ہوں۔

پندرہ سال کی عمر سے زائد وقف نو بچوں اور بچیوں کے اکٹھے پروگرام بنانے کی بالکل اجازت نہیں اور نہ ہی ایسے اکٹھے پروگرام بنانے مناسب ہیں۔

☆ نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ آسٹریلیا کے ساتھ میٹنگ منعقدہ ۱۸/اپریل ۲۰۰۶ء میں سیکرٹری صاحب واقف نو سے حضور انور نے دریافت فرمایا:

کیا آپ نے 15 سال کی عمر کو پہنچنے والے بچوں کا جائزہ لے لیا ہے۔ اس پر سیکرٹری صاحب وقف نو نے بتایا کہ سوائے ایک کے باقی سب تیار ہیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا جو تیار نہیں اس پر زور نہیں دینا۔ والدین کو بھی سمجھادیں کہ اس پر زور نہیں دینا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورہ کینیڈا 2005ء کے دوران سیکرٹری صاحب وقف نو کو ہدایت فرمائی:

اردو زبان سکھانے کیلئے کلاسز ہونی چاہیئں۔ باقاعدہ اردو زبان سکھانے کیلئے کلاسز لگائیں۔ ان سب کو اردو زبان سیکھنی چاہیئے۔ تا کہ حضور اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھ سکیں۔ اردو سے دوسری زبانوں میں ترجمہ کرسکیں۔ اس کی ہمیں ضرورت ہے۔

حضو رانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۰ ستمبر ۲۰۰۶ء کو مکرم وکیل اعلیٰ صاحب تحریک جدید ربوہ کو ہدایت فرمائی ہے:

یورپ کے ممالک اور امریکہ کینیڈا سے ایسے واقفین نو بچوں کا انتخاب کیا جائے جو ٹیچنگ کا بھی رجحان رکھتے ہوں اور ترجمانی سے بھی ان کو تعلق ہو اور زبان سیکھنے کی صلاحیت ہو۔ ان کو عربی زبان کا ٹیچنگ کورس بھی کروایا جاسکتا ہے۔ اور ترجمہ کرنے کے ماہرین بھی تیار کئے جاسکتے ہیں۔ یہ مصر جاکر پڑھ سکتے ہیں۔مصر کی زبان اچھی ہے۔ سیریا بھی جاسکتے ہیں۔ وہاں جائیں اور تعلیم حاصل کریں۔ گریجویشن کریں اور اعلیٰ معیار کی زبان سیکھیں۔ اسی طرح ان یورپین ممالک سے انگریزی، فرنچ جرمن اور سپینش زبان سکھانے کیلئے واقفین نو تیار کئے جائیں۔ ان زبانوں میں ٹیچنگ کیلئے بھی ہوں اور علیحدہ ترجمانی کیلئے بھی ہوں۔

حضورانور نے فرمایا:

لڑکیاں جو واقفاتِ نو ہیں، جو پاکستانی اوریجن (origin) کی ہیں، پاکستان سے آئی ہوئی ہیں، جن کو اردو بولنی آتی ہے، وہ اردو پڑھنی بھی سیکھیں۔ اور جو یہاں باہر کے ملکوں میں رہ رہی ہیں وہ مقامی زبان بھی سیکھیں۔ جہاں انگلش ہے، جرمن ہے یا ایسے علاقوں میں ہیں جہاں انگلش سرکاری زبان ہے اور مقامی لوکل زبانیں اور ہیں وہ بھی سیکھیں، عربی سیکھیں، پھر اپنے آپ کو تراجم کیلئے پیش کریں۔ میں نے دیکھا ہے عورتوں میں لڑکیوں میں زبانوں کا ملکہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے وہ اپنے آپ کو پیش کرسکتی ہیں۔ پھر ڈاکٹر ہیں، ٹیچر ہیں، یہ بھی لڑکیاں اپنے آپ کو ٹیچر اور ڈاکٹر بن کے بھی پیش کرسکتی ہیں، اسی طرح لڑکے بھی۔ تو اس طرف بھی توجہ ہونی چاہئے اور شعبہ کو ہر مرحلہ پر پتہ ہونا چاہئے۔ مقامی جماعتی نظام کو لڑکوں اور لڑکیوں کی رہنمائی اور تربیت کیلئے سال میں کم از کم دو مرتبہ اُن کے فورم منعقد کرنے چاہئیں جس میں کام اور تعلیم کی رہنمائی ہو۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

واقفینِ نو کے مطالعہ میں روزانہ کوئی نہ کوئی دینی کتاب ہونی چاہئے۔ چاہے ایک دو صفحے پڑھیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب، جیسا کہ میں نے کہا، اگر وہ پڑھیں تو سب سے زیادہ بہتر ہے۔ پھر اسی طرح خطبات ہیں سو فیصد واقفینِ نو اور واقفاتِ نو کو یہ خطبات سننے چاہئیں۔ کوشش کریں۔ یہاں یوکے میں ایک دن میں نے کلاس میں جائزہ لیا تھا تو میرا خیال ہے دس فیصد تھے جو باقاعدہ سنتے تھے۔ اس کی طرف شعبہ کو بھی اور والدین کو بھی اور خود واقفینِ نو کو بھی توجہ دینی چاہئے۔ انتظامیہ کو بھی چاہئے کہ وہ واقفینِ نو کے جو پروگرام بناتے ہیں، وہ inter-active پروگرام ہونے چاہئیں جس سے زیادہ توجہ پیدا ہوتی ہے۔

حضورانور نے فرمایا:

پس اردو زبان سیکھے بغیر بھی صحیح طرح زبانوں میں مہارت حاصل نہیں ہوسکتی۔ ایک وقت تھا کہ جماعت میں ترجمے کیلئے بہت دقت تھی، دقت تو اب بھی ہے لیکن یہ دقت اب کچھ حد تک مختلف ممالک کے جامعات کے جو لڑکے ہیں اُن سے کم ہو رہی ہے یا اس طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ جامعہ احمدیہ کے مقالوں میں اردو سے ترجمے بھی کروائے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی بعض کتب کے ترجمے کئے ہیں اور جو بھی طلباء کے سپروائزر تھے اُن کے مطابق اچھے ہوئے ہیں۔ لیکن بہر حال اگر معیار بہت اعلیٰ نہیں بھی تو مزید پالش کیا جاسکتا ہے۔ بہرحال ایک کوشش شروع ہوچکی ہے۔ لیکن یہ تو چند ایک طلباء ہیں جن کو دو چار کتابیں دے دی جاتی ہیں، ہمیں زیادہ سے زیادہ زبانوں کے ماہرین چاہئیں۔ اس طرف واقفینِ نو کو بہت توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر جامعہ کے طلباء کے علاوہ کوئی کسی زبان میں مہارت حاصل کرتا ہے تو اُسے جیسا کہ میں نے کہا عربی اور اُردو سیکھنے کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے۔ اس کے بغیر وہ مقصد پورا نہیں ہوسکتا جس کیلئے زبان کی طرف توجہ ہے۔

ایک تازہ ارشاد جو واقفین نو کو ان کے حقیقی مقصد کی طرف توجہ دلانے کے لئے ارشاد فرمایا تحریر کر کے مضمون کو ختم کرتے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ایسے واقفین نو جو چاہے پڑھائی کر رہے ہیں یا اجازت سے ذاتی کاروبار یا ملازمت کر رہے ہیں اور رضا کارانہ طور پر بھی کوئی جماعتی خدمت نہیں کر رہے تو ایسے واقفین نو کی وقف نو سے فراغت کر دی جائے گی۔ اگر وہ جماعت کے کام نہیں آرہے تو وقف نو میں بھی ان کی کوئی ضرورت نہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی توقعات کے عین مطابق سلسلہ کے بہترین خدام میں شامل ہونے کی بھرپور توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

نادار مریضوں کی امداد

غریب اور مستحق دل کے مریضوں کی مالی معاونت کے لئے ''نادار مریضان'' کے نام سے ایک مد قائم ہے۔ احباب جماعت اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

''اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں (اپنے تئیں) ہلاکت میں نہ ڈالو'' (البقرہ:196)

(ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ)

طلوع وغروب آفتاب

29جولائی2020ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:29	19:01
مدینہ منورہ	04:22	19:07
قادیان	04:09	19:27
ربوہ	03:49	19:07
اسلام آباد ٹلفورڈ	03:55	20:54